محمد اکرم تائب

مزے سے گوشت ہم کھاتے ہیں اب رکھ کر فریزر میں

حکومت میں ہے کچھ تو ہاتھ اپنا بھی میرے یارو
کہ رائے مانگی تو جاتی ہے گوانی نہیں جاتی
سفیدی آگئی سر میں مگر دل ہے سیہ اب تک
سمندر خشک ہے لیکن طغیانی نہیں جاتی
بیوٹی پارلر والوں کی یہ ساری شرارت ہے
کہ بی اماں جو گھر والوں سے پہچانی نہیں جاتی
جتن لاکھوں کئے تم نے مگر میداں ہمیں جیتے
حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی
مزے سے گوشت ہم کھاتے ہیں اب رکھ کر فریزر میں
کہ پورا مہ ہی اب تو عید قربانی نہیں جاتی
ہزاروں قسم کے شیمپو ہیئر ٹانک لگا ڈالے
مگر پھر بھی یہ بالوں کی پریشانی نہیں جاتی
لڑے جاتے ہیں پھر اک دوسرے سے ووٹ کی خاطر
الیکشن میں یہ نادانوں کی نادانی نہیں جاتی
زمانہ ہوچکا پولیس کو چھوڑے ہوئے لیکن
دماغوں سے ابھی تک بوئے سلطانی نہیں جاتی
کسی کو بھی پتہ چلتا نہیں ہے ان کی آمد کا
وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی